Multimedia e-paper
ہر لمحہ تازہ ترین
جنگ Weekly Editions
Select One ..
Call Pakistan 34½¢/min NO CONNECTION FEES

سائنس اور مسلم تہذیب

گریبان......منو بھائی

کسی جاہل نے کسی عالم سے پوچھا کہ جاہل کون ہوتا ہے؟ اس نے بتایا کہ جسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ جاہل ہے۔ ہم پاکستانی بے شمار میدانوں اور بہت سارے شعبوں میں باقی دنیا کے لوگوں سے بہت پیچھے رہ گئے ہوں گے مگر اس میں پاکستانیوں کا اور ان کی جہالت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ پاکستانیوں پر حکمرانی کرنے والے طبقے کا کمال ہے کہ وہ ایک قدم آگے اور چھ قدم پیچھے کی رفتار سے ترقی معکوس کے سفر کو اپنائے ہوئے ہے جس کے بارے میں منیر نیازی مرحوم نے پوچھا تھا یا بتایا تھا کہ

منیر اس ملک پر آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

آسیب کے سائے کے باوجود پاکستان کے عوام کا سیاسی شعور دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ اور نام نہاد مہذب ملکوں کے لوگوں سے زیادہ ہے۔ ہمارے ملک کے رکشہ ڈرائیوروں کو بھی مڈغاسکر کے بارے میں بہت ساری معلومات ہوں گی جبکہ نیویارک اور واشنگٹن کے بیشتر کیب ڈرائیوروں کو اپنے ملک کے صدر کا نام بھی معلوم نہیں ہوگا۔

ولادی میر لینن نے کہا تھا کہ سرمایہ داری نظام کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ امیروں کی طرح غریبوں کو بھی دن میں دو مرتبہ بھوک لگتی ہے۔ دوسری بدقسمتی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عام لوگ جاہل اور ان پڑھ رکھے جانے کے باوجود اپنے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک اور درپیش حالات سے بہت کچھ سیکھتے ہیں اور ہر لمحے ان کے سیاسی شعور میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ان سے سب کچھ چھینا جا سکتا ہے مگر ان کا تلخ تجربات سے حاصل ہونے والا شعور اور بہتر حالات اور زندگی کے خواب چھینے نہیں جا سکتے۔

کچھ زیادہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ کچھ دنوں سے جاری سنجیدہ تہذیبی اور ثقافتی محفلوں میں تاریخ کے حوالے سے فکر افروز باتیں ہو رہی ہیں۔ ہماری قومی زندگی میں جب بھی محسوس ہوتا ہے کہ تاریخ کوئی کروٹ لینے والی ہے تو تاریخ کے بارے میں باتیں اور بحثیں شروع ہو جاتی ہیں۔ گزشتہ روز برصغیر پاک و ہند کے معروف تاریخ دان پروفیسر کے کے عزیز نے ہمیں تاریخ کے مطالعہ اور تاریخ نویسی کے راستے میں حائل دشواریوں سے آگاہ کیا تھا۔ ان کے خیالات سے یہ خواہش جھانکتی دکھائی دیتی تھی کہ تاریخی مغالطے دور کرنے کے لئے نئے سرے سے تاریخ لکھنے اور پڑھانے کی ضرورت ہے۔

چند روز پہلے ایمرجنسی پلس یا منی مارشل لاء کے نفاذ سے اگلے روز چار نومبر کو ایوان اقبال لاہور میں یہ تاریخی مغالطہ دور کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا کہ امام غزالی جدید سائنس کے خلاف تھے اور بہت موثر اور مدلل انداز میں ثابت کیا گیا کہ امام غزالی پر یہ الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے جبکہ امام غزالی جدید سائنس کی ترویج و ترقی کے خواہاں تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے سالڈ سٹیٹ فزکس کے استاد ڈاکٹر سعادت انور صدیقی کی سربراہی میں چودہ سالوں سے سرگرم عمل ایک فعال تنظیم ”خوارزمی سائنس سوسائٹی“ کے زیر اہتمام ”سائنس اور مسلمان تہذیب“ کے موضوع پر عالمی شہرت کے مفکروں اور استادوں کے عملی تعاون سے منعقد ہونے والے ”سمپوزیم“ میں یونیورسٹی آف کولمبیا نیویارک کے عربی اور اسلامک سٹڈیز کے شعبہ کے سربراہ اور شہرہ آفاق کتابوں کے مصنف پروفیسر ڈاکٹر جارج سلیبا (GEORGE SALIBA) نے سب سے زیادہ موثر اور مدلل انداز میں امام غزالی کے بارے میں اس بے بنیاد تاریخی مغالطے کے پرخچے اڑائے اور ثابت کیا کہ امام غزالی کے دور میں اور ان کے بعد مسلمانوں کی سائنس کے میدان میں دلچسپی کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھی، خود امام غزالی کی تحریروں نے بھی سائنس اور خاص طور پر جدید طب کے شعبے میں مسلمانوں کی دلچسپی میں اضافہ کیا۔

”لمس“ (LUMS) کے سینئر فیکلٹی ممبر اور انٹرنیشنل سوسائٹی آف سائنس کے رکن پروفیسر ڈاکٹر نعمان الحق نے بھی اضافی دلائل اور شواہد کے ذریعے جدید سائنس اور طب کے شعبوں میں امام غزالی کی دلچسپی اور مسلمان سائنس دانوں کے کردار پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ اگرچہ ایمرجنسی پلس اور منی مارشل لاء کے تحت اجتماعات پر عائد پابندیوں کے اندیشوں اور افواہوں کے زیر اثر وہ سب لوگ اس تقریب میں شرکت نہیں کر سکے ہوں گے جو مذکورہ بالا موضوع پر عالمی شہرت رکھنے والے مفکروں اور استادوں کے خیالات سے آگاہی چاہتے تھے اس کے باوجود نوجوان طلباء اور طالبات کی ایک اچھی خاصی تعداد نے اس تقریب میں شرکت کی بلکہ بھرپور انداز میں حصہ لیا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے اور پوری دنیا کے ماہرین تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے جدید سائنس میں بھرپور دلچسپی کے باعث غیر معمولی انداز میں ترقی اور ترویج حاصل کی اور علم و ہنر کے میدان میں مذہبی تعصبات سے مکمل گریز اور پرہیز سے کام لیا۔ کٹر عیسائی اور یہودی دانشور بھی اعتراف کرتے ہیں کہ سپین کے اسلامی دور میں مسلمان، عیسائی اور یہودی سائنس دانوں اور ہنرمندوں نے اپنے شعبوں میں بے پناہ ترقی کی اور اس کے درمیان کسی قسم کے مذہبی، نسلی اور ملکی تضادات کو دخل دینے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ سب کو یکساں اور برابر مواقع فراہم کئے گئے بلکہ انہیں اسلامی دور میں سب سے زیادہ ”تخلیقی آزادیاں“ CREATIVE LATITUDES حاصل تھیں جو کسی اور مذہبی تہذیب اور ثقافت نے فراہم نہیں کیں۔

یہ صفحہ اپنے احباب کو ای میل کریں